آج آپ کے جواں سالہ موت سے دینی صحافت کا ایک اہم ستون گر گیا ہے۔ اور دینی صحافت اپنے ایک بہت ہی مخلص اور کارآمد رفیق کار سے محروم ہو گئی۔

اب کاوش محروم تجھے ڈھونڈ رہی ہے ایک تو ہی تو سرمایہ خونیں جگراں تھا

نیپالی ولی عہد کے ہاتھوں بادشاہ اور شاہی خاندان کا صفایا

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یوں تو بادشاہوں کے واقعات اذکار اور انکی زندگی اور موت کی حکایتوں اور فسانوں سے تاریخ کی کمر لدی ہوئی ہے بلکہ حقیقت میں تاریخ کے دامن میں بجز شاہوں کے فرضی واقعات اور جھوٹے مناقب و فضائل کے علاوہ ہے ہی کیا۔ بادشاہوں کی زندگی جتنی پر کشش، پر عیش اور پر لطف ہوا کرتی ہے اس کے برعکس ان کی موت عبرت انگیز، حسرت ناک بلکہ نہایت دردناک ہوا کرتی ہے۔ اس کی تازہ مثال نیپالی ولی عہد دیپندرا کے ہاتھوں شاہی محل میں اپنے والدین شاہ بریندر ابر بکرم شیو دیو اور ملکہ ایشوریہ بہن بھائیوں اور دیگر قریبی عزیزوں سمیت تیرہ افراد کا دردناک قتل عام ہے۔

کہتے ہیں کہ اس خونی ہولی میں ہاتھ رنگنے کے بعد ولی عہد نے آخر میں اپنی زندگی کا چراغ بھی گل کر لیا۔ اس واقعہ نے نہ صرف نیپالی عوام کے صبر و سکون کو ہلا ڈالا بلکہ پوری دنیا کو اس واردات نے جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور دنیا بھر کے ذرائع لبلاغ اس واقعہ کو چیخ چیخ کر سنا رہے تھے۔ اور خلق خدا ورطہ ء حیرت سے یہ خبریں سن رہی تھی۔ دراصل یہ حیرت اور سکتہ اس لیے دنیا پر طاری ہو گیا تھا کہ صدیوں اور زمانوں بعد ہی ایسا واقعہ پیش آیا تھا کہ اقتدار کی کشمکش اور محلاتی سازشوں سے ماورا ولی عہد وقت نے بادشاہ اور شاہی خاندان کے افراد سے معمولی تنازعہ پر طیش میں آکر سب کو اڑا ڈالا۔ تاریخ میں اس جیسے واقعہ کی مثال شاید ہی نظر آئے گی (اگرچہ ۱۹۱۹ء میں زاران روس "شاہی خاندان" کے اکثر افراد کو بھی قتل کیا گیا تھا لیکن اس کی وجہ اشتراکی انقلاب تھا)۔

اس خونی واقعہ کے متعلق آئے روز اخبارات اور ذرائع ابلاغ میں طرح طرح کی افواہیں اور قصے منظر عام پر آرہے ہیں۔ کوئی کہہ رہا کہ موجودہ بادشاہ کے بیٹے نے یہ "کارنامہ" سرانجام دیا ہے۔ تو کوئی یہ بتلا رہا ہے کہ بھارت اس خونی واقعہ میں کسی نہ کسی طور پر ملوث ہے اور یہ سب کیا دھرا "را" کا ہے۔ خصوصاً نیپالی عوام اس رائے پر اصرار کر رہے ہیں لیکن کوئی بھی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اس واقعہ کے متعلق درجنوں سوالات اٹھائے جا رہے ہیں اور واردات کے ڈانڈے کئی سمتوں سے ملائے جا رہے ہیں۔ الغرض طرح طرح کی بولیاں سننے میں آرہی ہیں لیکن ابتک سب سے زیادہ شواہد اور زور اس نکتہ پر دیا جا رہا ہے کہ ولی عہد دیپندرا ہی نے

درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مد ظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

اسلام کا نظامِ اکل و شرب اور اسلام کا فلسفہ حلال و حرام

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

ابواب الاطعمة عن رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے کھانے کے بارے میں آداب و احکام

حضرت مولانا سمیع الحق مد ظلہ کی درس ترمذی کے افادات اس عنوان سے مرحلہ وار شائع ہو رہے ہیں جو اس وقت کتابی شکل میں ترتیب و طباعت کے مراحل میں ہیں ابواب الاطعمہ کے ابتدائی درس میں مولانا نے اسلام کے فلسفہ حلال و حرام پر تفصیل سے اور منفرد انداز میں بحث کی ہے جسے قارئین کے افادہ کے لئے ٹیپ ریکارڈ سے ضبط کر کے پیش کیا جا رہا ہے (ادارہ)

تمہید:

یہ امام ترمذی کی کتاب جامع السنن کی دوسری جلد ہے کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں تفصیلی مباحث آپ نے جلد اول کے شروع میں سن لئے ہیں اس جلد میں دوبارہ تکرار کی ضرورت نہیں۔ ہاں ساتھ ساتھ ضروری مباحث ان شاء اللہ عرض کرتا رہوں گا۔ امام ترمذیؒ جلد دوم کا آغاز اطعمہ سے فرماتے ہیں۔ کھانے پینے کے متعلق جتنی روایات رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں مثلاً اقوال، افعال یا تقریرات وغیرہ ان کو ابواب الاطعمہ میں جمع کیا ہے۔ جلد ثانی میں اور بھی اہم مباحث ہیں عقائد جیسی اہم بحث اسی جلد میں ہے عبادات سے متعلق گفتگو بھی ہے۔ یہاں تک کہ ابواب التفسیر جیسے اہم ابواب بھی کتاب التفسیر کی شکل میں اسی جلد میں ہیں۔

ابواب الاطعمۃ سے آغاز کیوں ؟

تو فطری طور پر سوال ذہن میں آتا ہے کہ اس جلد میں اتنے اہم مباحث کے ہوتے ہوئے اس کا آغاز